Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۵/۴۰ | بدھ ۳ رجب ۱۴۱۰ھ، ۳۱ صلح ۱۳۶۹ ہش، ۳۱ جنوری ۱۹۹۰ء | نمبر ۲۷

چندے دینے والے کے خلوص کا ثواب سے تعلق

"سب سے بڑی برکت چندہ دینے والے کو اس کے رجحان کے نتیجہ میں ملتی ہے۔ چندے کی مقدار بھی اہمیت رکھتی ہے۔ جماعت کو اس وقت بہت بڑے بڑے خرچوں کی ضرورت ہے، اس میں شک نہیں، لیکن جہاں تک چندہ دینے والے کا تعلق ہے، اس کے رجحان اس کے خلوص کا اس کے ثواب سے بہت زیادہ تعلق ہے"۔

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ
الفضل ۱۱ جنوری ۱۹۹۰ء صـ۳)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"خوب یاد رکھو کہ خدا تعالےٰ کے نزدیک متقی ہونا اور شئے ہے اور انسانوں کے نزدیک متقی ہونا اور شئے۔ مسیح علیہ السلام کے وقت جو مخالفوں کے جتھے وغیرہ بنتے تھے اس کا باعث بھی یہی تھا کہ جو عام لوگ یہود کے نزدیک مسلّم تھے اور متقی پرہیزگار تسلیم کئے جاتے تھے وہ مخالف تھے۔ اگر وہ مخالف نہ ہوتے تو جتھے وغیرہ نہ بنتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی یہی حال تھا۔ عُجب۔ بخل۔ ریا۔ نمود اور وجاہت کی پاسداری وغیرہ باتیں تھیں۔ جنہوں نے حق کی قبولیت سے اُن کو روکے رکھا۔ غرضکہ تقویٰ مشکل شئے ہے۔ جسے اللہ تعالےٰ عطا کرتا ہے تو اس کی علامات بھی ساتھ ہی رکھ دیتا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ حق جب ظاہر ہو تو جو اسے خوانخواہ ردّ کرتا ہے اور دلائل۔ معقولات۔ منقولات اور خدا تعالےٰ کے نشانوں کو ٹالتا جاوے وہ کب متقی ہو سکتا ہے"۔

(ملفوظات جلد ہفتم صـ۷۵)

"ہماری جماعت کو چاہیئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھ اس کے لئے دعا کریں لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اسکو بیان کر کے دور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں۔ کونسا ایسا عیب ہے جو کہ دُور نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہیئے۔

ایک صوفی کے دو مرید تھے ایک نے شراب پی اور نالی میں بے ہوش ہو کر گرا۔ دوسرے نے صوفی سے شکایت کی۔ اس نے کہا تو بڑا بے ادب ہے کہ اس کی شکایت کرتا ہے اور جا کر اٹھا نہیں لاتا۔ وہ اسی وقت گیا اور اُسے اٹھا کر لے چلا۔ کہتے تھے کہ ایک نے تو بہت شراب پی لیکن دوسرے نے کم پی کہ اسے اٹھا کر لے جا رہا ہے صوفی کا مطلب یہ تھا کہ تو نے اپنے بھائی کی غیبت کیوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غیبت کا حال پوچھا تو فرمایا کہ کسی کی سچی بات کا اس کی عدم موجودگی میں اس طرح سے بیان کرنا کہ اگر وہ موجود ہو تو اسے بُرا لگے غیبت ہے اور اگر وہ بات اس میں نہیں ہے اور تُو بیان کرتا ہے تو اس کا نام بہتان ہے"۔

(ملفوظات جلد ہفتم صـ۷۷-۷۸)

مورخہ ۶ جنوری ۱۹۹۰ء کو مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب امیر جماعت لاہور نے بعد از نمازِ جمعہ دار الذکر لاہور میں مکرم بشیر احمد خان صاحب ابن مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعتہائے انگلستان کا نکاح مکرمہ سارہ احمد صاحبہ بنت مکرم منصور احمد صاحب حال سفیر پاکستان جاپان سے بحق مہر پچاس ہزار روپے پڑھا۔ اس موقعہ پر مکرم چوہدری صاحب نے دونوں خاندانوں اور خاص طور پر مکرم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب کی خدمات کا ذکر فرمایا جو مکرم بشیر احمد خان صاحب کے نانا اور مکرمہ سارہ احمد کے دادا تھے۔

دعوتِ ولیمہ لاہور میں مورخہ ۸ جنوری ۱۹۹۰ء کی شام منعقد ہوئی جس میں احباب جماعت کے علاوہ متعدد بزرگان سلسلہ نے بھی شرکت فرمائی۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے بابرکت بنائے۔

○ محترم گیانی عباد اللہ صاحب سابق مینجر الفضل حال مقیم میامی (امریکہ) جسم میں دردوں کی وجہ سے بیمار ہیں۔ آج کل سردی کی وجہ سے تکلیف زیادہ ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ موصوف کی صحتیابی کے لئے دُعا کریں۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے محترم گیانی صاحب کو صحت و سلامتی سے رکھے اور خدمت کرنے والی طویل عمر عطا کرے۔

○ مکرم حنیف الرحمان سنوری صاحب۔ در مکرم صفی الرحمان خورشید صاحب مربی سلسلہ جنکے گردہ کی تبدیلی کا آپریشن ہوا تھا۔ ہر دو بھائی تیزی سے رو بصحت ہو رہے ہیں۔ مکرم حنیف الرحمان صاحب سنوری جن کو گردہ دیا گیا ہے پہلے ہفتہ میں دو بار ہسپتال جاتے تھے اب دس دن کے بعد ڈاکٹروں نے معائنہ کی ہدایت کی ہے احباب سے کامل شفاء یابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

کوشش کرو کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ہو جاؤ

(ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالےٰ آپ سے راضی ہو)

"دُنیا اگر تمہیں بُرا کہے اور تم اچھے ہو تو تم بُرے نہیں ہو جاؤ گے اور دنیا اگر اچھا کہے اور تم خدا کی نظر میں بُرے ہو تو اچھے نہیں ہو سکتے۔ دُنیا کی نظروں میں ذلیل اور معیوب ہونا کوئی خطرناک بات نہیں۔ خطرناک بات یہ ہے کہ خدا کی نظروں میں تم ذلیل اور معیوب ہو جاؤ۔ جن کے دلوں میں خدا کی محبت ہوتی ہے وہ خدا کی رضا طلب کرنے والے ہوتے ہیں اور صرف اُس کی خوشنودی ان کے مدنظر ہوتی ہے۔ وہ دنیا کی باتوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ دنیا کے طعنے ان پر اثر نہیں کرتے۔ وہ ان طعنوں کے درمیان خدا کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن جن کے دِل خدا سے دُور ہوتے ہیں وہ طعنوں سے ڈرتے ہیں اور دنیا کے لوگوں کی باتیں انہیں فکرمند کر

باقی صـ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ ، مقام اشاعت : دارالنصر غربی ربوہ
قیمت : ایک روپیہ پچاس پیسے

۳۱ صلح ۱۳۶۹ ہش ۳۱ جنوری ۱۹۹۰ء

اعتبار حاصل کیجئے

زندگی کے ہر شعبہ میں اعتبار کا قائم ہونا ضروری ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ اگر اعتبار ہی قائم نہ رہے تو زندگی تلپٹ ہو کر رہ جائے ۔ یہ معلوم نہ ہو کہ کن حالات میں آپ سے کوئی کیا سلوک کرے گا تو شائد آپ گھر سے نکلنا ہی چھوڑ دیں ۔ اور یوں بھی جس کے متعلق یہ شک پیدا ہو جائے کہ جانے چلتے چلتے پتھر ہی دے مارے اسے تو ہم پاگل ہی سمجھتے ہیں ۔ ہمیں اس بات پر اعتبار ہے کہ سورج روزانہ نکلتا ہے ہم اپنے مشاغل کو اسی اعتبار کی وجہ سے ترتیب دے سکتے ہیں ۔ موسموں کا بھی اعتبار ہی ہمارے لئے پھل اور پھول اور غذا کا سہارا بنتے ہیں ۔

لیکن یہ اعتبار قائم کیسے ہوتا ہے ۔ ایک ہی دفعہ بات کرنے ، ملاقات کرنے اور ماحولیات کو دیکھنے سے تو ایسا نہیں ہوسکتا ۔ یہ ہوتا ہے کسی بات کے بار بار ہونے سے ۔ اس پر ایک وقت لگتا ہے ۔ بعض اوقات یہ وقت طویل بھی ہوسکتا ہے لیکن جب طویل وقت کے بعد آپ کو اس بات کا اعتبار ہو جاتا ہے کہ فلاں بات کرنے کا یہ نتیجہ نکلے گا ۔ یا لوگ آپ سے یہ سلوک کریں گے یا موسم اس طرح بدلتے ہیں اور یہ یہ اثرات پیدا کرتے ہیں تو پھر آپ آنکھیں بند کرکے اور بغیر سوچے بھی نتائج کا اعلان کر سکتے ہیں اور نتائج کو اپنے حق میں استعمال کر سکتے ہیں ۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

”لوگوں نے تقویٰ کے چھوڑنے کے لئے طرح طرح کے بہانے بنا رکھے ہیں ۔ بعض کہتے ہیں کہ جھوٹ بولے بغیر ہمارے کاروبار نہیں چل سکتے اور دوسرے لوگوں پر الزام لگاتے ہیں کہ اگر سچ کہا جائے تو لوگ ہم پر اعتبار نہیں کرتے۔“

حقیقت یہ ہے کہ یہ سب بہانے ہیں ۔ اگر آپ کبھی سچ بولیں اور کبھی جھوٹ تو یقیناً اعتماد اور اعتبار قائم نہیں ہو سکتا ۔ لیکن اگر آپ ہمیشہ سچ بولیں تو وقت تو بے شک لگے گا لیکن لوگ آپ پر اعتبار کرنے لگیں گے کہ یہ شخص ہمیشہ سچ بولتا ہے ۔ آپ نے دیکھا ہوگا بعض اوقات لوگ کسی دکاندار کے متعلق کہتے ہیں کہ بے بہت دیانتدار ۔ ایک ہی قیمت بتاتا ہے اور ٹھیک بتاتا ہے ۔ یہ لوگوں کے تجربے کی بات ہوتی ہے ۔ پہلے پہل اس پر بھی کوئی اعتبار نہ کر سکتا ہوگا ۔ لیکن تجربے نے اس کا سچا ہونا ثابت کر دیا ۔ یہی طریق ہے اعتبار حاصل کرنے کا ۔

> اِک دُوجے کو بات سُنا کر پکّی کر لو بات
>
> اِک دُوجے کو دیکھ کے پُختہ کر لو تم کردار
>
> ان دونوں پر پُورا اُترو اور کر لو تکمیل
>
> باتیں اور کردار ہی شخصیّت کا ہیں معیار
>
> ابوالاقبال

تیرا دربار کتنا عالی ہے
بادشہ بھی یہاں سوالی ہے

نقشِ پا ہی نشانِ منزل ہے
اپنی منزل تو مَیں نے پا لی ہے

تیری آنکھیں ہیں پیار کی جھیلیں
نام تیرا مری جگالی ہے

ساری دنیا کو چھوڑ کر مَیں نے
ایک دُنیا نئی بسا لی ہے

تجھ پر ہر لمحہ ہو درُود و سَلام
عزّتوں کی یہی کٹھالی ہے

مَیں بھی اُس باغ کی ہوں ایک کلی
تیری رحمت ہی جس کی مالی ہے

لوگ روکیں تو روکتے ہی رہیں
عزم میرا بھی اِک مثالی ہے

اک قدم کی بھی ہو اگر دُوری
یہ تو صُورت بڑی وبالی ہے

چھا گئی ہے گھٹا کی تاریکی
تیری رحمت برسنے والی ہے

تُو اُنڈیلے تو کچھ ملے مجھ کو
ورنہ میرا تو جام خالی ہے

اُن کو جی بھر کے دیکھنے سے نسیم
دَولتِ دو جہاں کما لی ہے

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باتیں حضرت قاضی محمد اسلم صاحب کی

نصیر احمد۔ کینیڈا

دوست احباب اپنے بزرگوں، والدین اور دیگر اقارب کی زندگیوں کے بارہ میں مضمون شائع کرواتے رہتے ہیں۔ جب بھی کبھی ایسا مضمون نظر سے گزرتا ہے تو میری نظر حضرت پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ مدت سے یہ خواہش دبی رہی اور بوجہ مصروفیات زندگی اس کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔ چند روز سے پھر سے اس خواہش نے شدت پکڑی ہے اور اس خیال سے بھی کہ حضرت قاضی صاحب کا وجود ایسا نافع الناس تھا کہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں احباب کسی نہ کسی رنگ میں ان سے مستفید ہوئے۔ ایک لمبا عرصہ گورنمنٹ کالج لاہور جیسے مشہور تعلیمی ادارے سے منسلک رہے اور پرنسپل کا عہدہ پایا۔ کراچی یونیورسٹی کے شعبہ فلسفہ کے صدر بھی رہے، حکومت کے اعلیٰ تعلیمی عہدے بھی حاصل کئے اور آخیر میں کچھ عرصہ کے لئے تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے پرنسپل بھی رہے۔ جلسہ سالانہ ربوہ کے اجلاسوں کی صدارت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ ان تمام ادوار میں محترم قاضی صاحب کے وجود سے ہزاروں طلباء (جن میں سے سینکڑوں احباب آج کل اہم سرکاری اور غیر سرکاری افسران کا درجہ پاتے ہوں گے) فیضیافتہ ہوئے ویسے تو ان کا پسندیدہ مضمون فلسفہ و نفسیات تھا لیکن شخصیت ایسی جامع تھی کہ ہر مضمون سے تعلق رکھنے والا طالب علم ان کے وجود سے نفع حاصل کر سکتا تھا۔

ایسے نفع بخش وجود کے بارہ میں کچھ لکھنا بعض ایسی باتیں محفوظ کرنے کا موجب ہوگا جو ان کی شخصیت کے بعض لطیف پہلو اجاگر کرتی ہیں اور اس سے بڑھ کر ہم تاریخ میں یہ بھی محفوظ کر سکیں گے کہ کیسے کیسے مایہ ناز سپوت احمدیت کی خدمت کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس طریقہ سے ہم ایک طرح کا شکریہ ادا کر سکیں ان خدمات اور فوائد کے بدلہ میں جو ہم نے ان کی زندگیوں سے حاصل کئے۔

تعلیمی اداروں کو شہرت، فخر اور وجۂ امتیاز بعض وجوہ کی بنیاد پر ہوتا ہے مثلاً فلاں ادارہ اتنی مدت سے خدمت کے فرائض انجام دے رہا ہے یا کون سی مشہور شخصیت اس ادارہ سے منسلک رہی ہے۔ یا پھر اس کی عمارت اتنی قدیم یا جدید ہے مثلاً پاکستان میں پنجاب یونیورسٹی کو اپنے تعلیمی معیار میں اپنی قدیمی روایات سے خواہ کسی قدر دور ہی کیوں نہ ہو لیکن ایشیا کی یہ ایک مشہور درسگاہ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ سے چل رہی ہے علی گڑھ یونیورسٹی کا حال کتنا ہی پتلا کیوں نہ ہو لیکن اس کے قیام کی تاریخ اپنی مخصوص وجۂ امتیاز رکھتی ہے۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ ملنا ایک وقت میں قابلیت کا ایک معیار تصور ہوتا تھا۔

گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج ربوہ اپنی شہرت، فخر اور وجۂ امتیاز اس بات سے حاصل کرتا ہے کہ اس کے قیام میں اور چلانے میں ایسی بے لوث اور خدارسیدہ ہستیاں کارفرما ہیں جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کی قابلیت اور عظمت کی پیش گوئیاں کیں اور اپنے وعدوں کو خوب نبھایا۔ اپنے قیام سے لے کر ایک لمبے عرصہ تک یہ ادارہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی سرپرستی میں رہا۔ آپ کے امام جماعت احمدیہ کے انتخاب کے بعد یہ اہم ذمہ داری حضرت قاضی محمد اسلم صاحب کی خدمات سلسلہ احمدیہ میں اضافہ کا موجب بنی۔ آپ کی شخصیت کسی مخصوص تعارف کی محتاج نہیں۔ ہزاروں لوگ جن کا جماعت احمدیہ سے تعلق بھی نہیں آپ سے متعارف ہی نہیں بلکہ معترف ہیں۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ کا حکومت کی تحویل میں جانے سے قبل طوطی بولتا تھا۔ یہ اہم ادارہ نہ صرف جماعت احمدیہ کے طلباء کی تعلیم و تربیت پر کمربستہ تھا بلکہ غیر از جماعت طلباء کثرت کی تعداد میں اس میں داخلہ لیتے۔ کالج کے اس معیار کو پیدا کرنا اور اس شہرت کو حاصل کرنا دین دار اور بے لوث خدمت گار اساتذہ کی قربانیوں کا نتیجہ تھا۔ ان واقفین اساتذہ کی قابلیتوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کے واسطے یہ ضروری تھا کہ اس ادارہ کی سربراہی ایسے اشخاص کے پاس ہو جو اپنے تجربہ اور علم میں اپنی مثال آپ ہوں۔ اس لئے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی نظر جماعت احمدیہ کے امام منتخب ہونے کے بعد اس ادارہ کی سرپرستی کے واسطے حضرت قاضی محمد اسلم صاحب پر پڑی۔ آپ اپنے تجربہ اور علم اور شخصیت کے لحاظ سے اپنی واحد مثال تھے۔

۱۹۶۸ء میں میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد جب میں نے تعلیم الاسلام کالج میں داخلہ لیا تو حضرت قاضی صاحب ایک حادثہ کے باعث ٹانگ کے ٹوٹنے کی وجہ سے لاہور میں صاحب فراش تھے۔ نئے طالب علموں کو اپنے نئے ماحول اور ادارہ کو سمجھنے اور واقفیت پیدا کرنے کے واسطے ایک خاص جستجو ہوتی ہے اس لئے دیگر طلباء سے اپنے اساتذہ کے بارہ میں سوالات کرنا ایک جزوِ لازم کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی زمرہ میں پرنسپل کی شخصیت بھی زیر بحث آتی ہے نتیجۃً نئے طلباء جلد ہی کالج کی اہم شخصیتوں کے بارہ میں ایک رائے قائم کر لیتے ہیں۔ اس تگ و دو کے نتیجہ میں حضرت قاضی صاحب کی شخصیت کا جو تصور میرے ذہن میں اُبھرا اس نے خواہش ملاقات میں شدت پیدا کر دی۔

میرا قیام فضلِ عمر ہوسٹل میں تھا جس کے انچارج چوہدری محمد علی صاحب تھے۔ آپ تھے تو فلسفہ کے پروفیسر۔ لیکن رعب انگریزی زبان کی وجہ سے تھا۔ چوہدری صاحب طلباء کی اس کمزوری کو خوب جانتے تھے اسی وجہ سے انتظامی معاملات کو سلجھانے میں انگریزی زبان اکثر استعمال کرتے اس بات کا تو علم نہیں کہ انگریزی زبان انصاف کے تقاضے کس حد تک پورا کرتی لیکن وقتی طور پر امن و امان قائم کرنے کا یہ ایک مؤثر طریق تھا۔ شائد انگریز قوم بھی ہندوستان پر اسی ہنر کی فوقیت کی بناء پر دو سو سال حکومت کر گئی۔ انگریز کے انصاف کے قصے تو بہت مشہور ہیں۔ بعض اوقات خیال آتا ہے کہ شائد ان کا معاملہ بھی کچھ مختلف نہ ہو۔ بہرحال چوہدری صاحب نے فضلِ عمر ہوسٹل کے معاملات میں انگریزوں کی تاریخ سے ضرور فائدہ حاصل کیا۔

حضرت قاضی صاحب کو صحت یاب ہونے اور واپس کالج آنے تک ہم ایک سال کا عرصہ کالج اور ہوسٹل میں گزار چکے تھے۔

اپنے پرنسپل کو دیکھنے اور ملنے کا شوق تو پہلے سے ہی موجوں پر تھا ہوسٹل میں رہنے والے طلباء کو ایک مزید فائدہ یہ ہوا کہ حضرت قاضی صاحب مغرب کی باجماعت نماز ادا کرنے کی غرض سے روزانہ ہوسٹل تشریف لاتے اور آدھ گھنٹہ، گھنٹہ طلباء کی غیر رسمی محفل میں مختلف باتیں کرتے۔ اس طرح "استاد شاگرد" کے مخصوص رشتہ اور ماحول سے علیحدہ ایک گھریلو سماں پیدا ہوتا۔ ایسے معلوم ہوتا جیسے قاضی صاحب بھی ہماری طرح ہوسٹل میں رہتے ہیں اور وہ دوری جو پرنسپل کا عہدہ اپنے ساتھ لاتی ہے دور ہو جاتی۔

قاضی صاحب کچھ اپنی طبیعت کے لحاظ سے اور کچھ عمر کے تقاضہ کے پیشِ نظر دھیمی آواز سے گفتگو کرتے۔ اس لئے میری خواہش رہتی کہ ان کے قریب بیٹھنے کی جگہ ملے۔ ٹانگ ٹوٹنے کے باعث ضعف اور کمزوری بھی باقی تھی۔ اس لئے مغرب کی نماز کے بعد چند طلباء پرنسپل کی کوٹھی تک ان کے ساتھ چلتے۔ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اور دھیمے لہجہ میں فلسفیانہ باتیں کرتا ہوا یہ مختصر سا قافلہ کوئی پندرہ منٹ میں پرنسپل کی کوٹھی تک پہنچتا (ویسے یہ فاصلہ کوئی تین منٹ کا ہوگا) جب کبھی ٹانگ پر بوجھ محسوس ہوتا قاضی صاحب کسی ساتھی طالبعلم کے کندھے کا کچھ دیر کے لئے سہارا لے لیتے۔ ایک عجیب سماں ہوتا کالج کا پرنسپل اپنے طلباء کے ساتھ یوں گھل مل جاتا جیسے وہ اس ادارہ کا سربراہ نہیں بلکہ ہزاروں طلباء میں سے ایک طالب علم ہے۔ قاضی صاحب کی شخصیت کا یہ ایک نہایت ہی سادہ اور لطیف پہلو تھا۔

قاضی صاحب کا بعد نماز مغرب کا یہ مختصر سا قافلہ اکثر اوقات سینئر طلباء پر مشتمل ہوتا اور ہر چند میری خواہش ہوتی لیکن موقع نہ ملتا۔ ایک دن بعد نماز نوٹس بورڈ کے قریب کھڑا تھا کہ اچانک قاضی صاحب ایک طرف سے اکیلے ہی نمودار ہوئے اور میرے ساتھ گفتگو شروع کر دی اور پھر فرمانے لگے کہ چلو گھر کی طرف چلتے ہیں مجھے وہاں تک چھوڑ آؤ۔ میں ساتھ ہو لیا۔ جیسے انتظار ہی کر رہا تھا۔ کہ آج تو موقع ملے گا۔ راستہ میں ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے اچانک ایک جگہ رک گئے اور فرمانے لگے کہ ایک سوال پوچھتا ہوں جواب دیانتداری سے دینا۔ میں نے اثبات میں جواب دیا تو یوں گویا

بقیہ صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون ۔ سین

جاپانی عورت

سوچ کی ڈوری کو آپ ڈھیل دیتے چلے جائیں تو وہ اتنی لمبی ہو جاتی ہے کہ اس کا اندازہ ممکن نہیں ۔ شام کے وقت آپ کسی بات کے متعلق سوچنا شروع کر دیں تو رات گئے تک آپ کی نیند بھی اس کی بھینٹ چڑھ جائے گی ایک بات سے دوسری بات اور دوسری بات سے تیسری بات اور اس طرح چلتے چلتے آپ کی سوچ آپ کو کہیں سے کہیں لے جائے گی ۔ اور عام طور پر سوچ کی ڈوری وہاں لمبی ہوتی ہے جہاں آپ کسی تبدیلی کے متعلق سوچتے ہیں یا آپ کے ذہن میں کوئی خلش ہوتی ہے ۔ آپ کسی سے بات بھی نہیں کرتے اور سوچتے چلے جاتے ہیں ۔ گتھیاں سلجھانے کے لئے آپ کو خاموشی درکار ہوتی ہے ۔ اور آپ خاموشی سے سوچتے سوچتے کہیں سے کہیں پہنچ جاتے ہیں ۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں جاپان میں جو گزشتہ سالوں میں تبدیلیاں آئی ہیں وہ انتہائی حیرت ناک ہیں ۔ ایک شکست خوردہ چھوٹا سا ملک اور وہ بھی مشرقی جب ترقی کرنے پر آیا تو دنیا کو اس نے حیران کر دیا ۔ بڑے بڑے ملکوں کے ساتھ ٹکر لی اور ان کے گھٹنے ٹیک دیئے ۔ جہاں تک تجارت کا تعلق ہے ایجاد کے بل بوتے پر سب سے آگے نکل گیا ۔ ایسی ہی تبدیلیاں سوچ کی ڈوری کو لمبی سے لمبی کرتی چلی جاتی ہیں کہتے ہیں کہ جاپان نے بھی اب سوچنا شروع کر دیا ہے کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے ان کے اپنے ملک میں عورتوں اور مردوں کی نفسیات کس طرح آپس میں ٹکراتی ہیں اور ان کے کیا نتائج نکلتے ہیں ۔ عورتوں نے جاپان میں کچھ اس رنگ میں ترقی کی ہے کہ اب عام طور پر وہاں کے مردوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ کسی ڈرامے کا ایک معصوم سا پیارا سا کردار تو ہے لیکن جو خوبیاں اس میں پہلے پائی جاتی تھیں وہ اب موجود نہیں ہیں وہ سمجھتا ہے کہ امن کا زمانہ اسی طرح چلتا رہے گا ۔ جنگ کبھی نہیں ہو گی ۔ اور اس سلسلہ میں کسی خاص ذہنی یا جسمانی تیاری کی ضرورت نہیں زندگی خاصی آرام دہ ہو چکی ہے اس لئے نوجوانوں کے سامنے کوئی خاص مطمح نظر نہیں ہے اگرچہ بڑے بوڑھے لوگ اس بات سے خوب واقف ہیں کہ امن نہایت آسانی سے لوٹنے والی شے ہے اور اسی طرح آسائش بھی ابدی نہیں ۔ وہ کہتے ہیں اچھی چیزیں تو دیرپا ہوتی ہی نہیں ۔ اب تو سب سے بڑی بات یہی نظر آتی ہے کہ تیار شدہ مال کہاں رکھا جائے ۔ کہاں اسکی مارکیٹ پیدا کی جائے اور مزید مال تیار کرنے میں مصروف رہا جائے بہت کم جاپانی ایسے ہیں ۔ جو انسانی حقوق کے متعلق سوچتے ہیں یا امن عالمگیر ان کے ذہن میں آتا ہے یا ماحولیات پر غور کرتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ انسانی حقوق کا خیال تو آتا ہی ایسی جگہوں پر ہے جہاں طبقاتی جنگ جاری ہو جہاں کچھ لوگ سب کچھ چھینا جھپٹی کئے لیں اور کچھ بالکل محروم رہیں کچھ لوگوں کے پاس سرداری کے حقوق اور کچھ غلامانہ زندگی بسر کر رہے ہوں اور یہ چیزیں جاپان میں ناپید ہیں سوچتے سوچتے جاپانی اس نتیجہ پر بھی پہنچے ہیں اگرچہ اس کی ڈوری لمبی ہوتی چلی جا رہی ہے کہ چونکہ لڑکے بچپن میں اعلیٰ نمبر حاصل کرنے کے لئے بہت زیادہ پڑھتے ہیں اور از خود محنت کر کے بہتر بننے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے بیس سال کی عمر سے پہلے ہی ان کی طاقت خرچ ہو چکی ہوتی ہے اور اس کے بعد صرف آرام اور آسائش کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں ۔ لڑکیاں عام طور پر دوسروں کا کام کیا ہوا دیکھ کر آگے بڑھتی ہیں اور بہت حد تک رٹے سے بھی کام لیتی ہیں اس لئے ان کی وہ کیفیت نہیں ہوتی جو جاپانی نوجوان لڑکوں کی ہوتی ہے اگرچہ نوجوان مرد اس بات کو برداشت نہیں کرتے کہ ظاہرہ طور پر عورت ان سے آگے نکل جائے یا کوئی نئی چیز بنا لے ۔ جب انہیں کوئی ایسی عورت ملتی ہے تو وہ عام طور پر اسے اس کے پہلے نام سے پکارتے ہیں حالانکہ پہلے نام سے پکارنا عام طور پر دوسرے کی کمتری کا اظہار ہوتا ہے پہلا نام تو صرف بچوں ہی کے لئے مخصوص ہے اور جب عورت اعتراض کرتی ہے تو کہہ دیا جاتا ہے کہ دوسری عورتیں تو پسند کرتی ہیں تمہیں کیوں اس سے کوفت ہوتی ہے اور بعض اوقات مرد کسی حد تک تشدد پر بھی اتر آتے ہیں ۔ اگرچہ وہ تشدد زیادہ تر زبانی کلامی ہی ہوتا ہے اسی سوچ کی ڈوری انکو اس بات

باقی صہ ۶ پر

بقیہ : قاضی محمد اسلم صاحب کی باتیں

ہوئے " دیکھو میرا دماغ ٹھیک ہے" اس اچانک سوال پر مجھے حیرانگی ہوئی کہ کالج کا پرنسپل جو اپنی ذات میں مانی ہوئی شخصیت ہے مجھ سے کیسا سوال کر رہا ہے میں نے کہا " قاضی صاحب یہ آپ کیا سوال پوچھ رہے ہیں ۔" تو فرمانے لگے " بوڑھا ہو گیا ہوں کبھی کبھار بھول بھی جاتا ہوں اور کبھی یہ بھی خیال آتا ہے معلوم نہیں دماغ بھی ٹھیک رہا ہے کہ نہیں اس لئے سوچا کہ پوچھ ہی لیتا ہوں" بھلا میری کیا حیثیت تھی کہ ایسی شخصیت کے دماغ کے بارہ میں اپنی رائے دیتا ہم تو ان دماغوں سے کچھ سیکھنے گئے تھے نہ کہ ان پر اپنی رائے کا اظہار کرنے اور پھر خرابیٔ دماغ کا جو تصور اس وقت میرے ذہن میں تھا اس کے مطابق اس امتحان میں صرف وہی لوگ پاس ہو سکتے تھے جو بازاروں میں اور گلیوں میں منہ سے مغلظات نکالتے رہیں ۔ قاضی صاحب اس حالت سے کوسوں دور تھے اس لئے ہر چند اس امتحان میں پاس نہ ہوئے ۔ ایک لمبے عرصہ تک یہ واقعہ میرے ذہن میں نقش رہا کہ بالآخر قاضی صاحب نے مجھ سے ایسا سوال کیوں کیا جبکہ نہ میں ان کے قریبی احباب میں تھا اور نہ اپنی عمر اور تجربہ اور علم کی بناء پر ایسے سوال کا جواب دے سکتا تھا ۔ وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ جب ان سے رفاقت بڑھی اور ان کی طبیعت اور مزاج کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تو یہ حقیقت کھلی کہ حضرت قاضی صاحب مدرس ہونے کے علاوہ پیشہ ورانہ فلسفی بھی تھے ۔ اس واقعہ کے بعد قاضی صاحب کے قافلہ میں میری شمولیت آسان ہو گئی اور اکثر اوقات ان کی رفاقت کا موقع ملتا رہا ایک دن کہنے لگے تم روزانہ میرے ساتھ گھر تک چلا کرو ۔ یوں ایک سولہ سالہ طالب علم کا کالج کے ساٹھ پینسٹھ برس کے پرنسپل کے ساتھ دوستی کا آغاز ہوا ۔ جو برسوں قائم رہا ۔

انہی دنوں کی بات ہے کہ مجھے ایک دفعہ اپنی نظر چیک کروانے لاہور جانا پڑا اتفاق کی بات ہے کہ اس غرض کے لئے ڈاکٹر بشیر احمد صاحب اور ڈاکٹر سجاد احمد صاحب کی کلینک چلا گیا ۔ مجھے اس بات کا قطعاً علم نہ تھا کہ ڈاکٹر بشیر احمد صاحب قاضی محمد اسلم صاحب کے بھائی ہیں جب واپس آیا تو ہوسٹل کے کھانے کے کمرہ کے قریب قاضی صاحب سے ملاقات ہو گئی ۔ حال احوال دریافت کرنے کے بعد میں نے ذکر کیا کہ گزشتہ ہفتہ لاہور جانے کا اتفاق ہوا اور وجہ سفر بھی بیان کی ۔ پوچھنے لگے کون سے ڈاکٹر کے پاس گئے تو جواب دیا کہ ڈاکٹر بشیر احمد صاحب کی کلینک میں سجاد احمد نامی ڈاکٹر تھے ۔ یہ سن کر تھوڑے سے توقف کے بعد فرمایا " میرے تمام بھائی پڑھ لکھ کر بڑے کام کے آدمی بن گئے ۔ نکما صرف میں ہی رہا ۔

میں نے دریافت کیا کہ ڈاکٹر بشیر صاحب آپ کے بھائی ہیں تو فرمانے لگے ہاں بلکہ ہمارے خاندان میں اکثر کا پیشہ ڈاکٹری ہی ہے اس کے بعد کچھ سرسری تعارف اپنے خاندان کا کروایا ۔ حضرت قاضی صاحب کا اپنے بارہ میں یہ بیان صریحاً کسر نفسی پر مبنی تھا ۔ گو خود ڈاکٹر نہ بنے لیکن کتنے ڈاکٹر ان کے معتقد ہوئے اور اس زمانہ میں جب آپ گورنمنٹ کالج لاہور کے پرنسپل تھے کتنے طلباء میڈیکل کالجوں میں گئے اور ڈاکٹر بن کے نکلے کون حساب رکھ سکتا ہے ۔

میرے تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے زمانہ میں قاضی صاحب کے پرنسپل ہونے کا دور بہت تھوڑا تھا جلد ہی کمزوری صحت کی بناء پر ریٹائرمنٹ پر لاہور چلے گئے لیکن اس مختصر عرصہ میں اپنا نقش چھوڑ گئے ۔ اکثر ان کے دفتر میں بلا جھجک چلا جایا کرتا اور خود بھی فرمایا کرتے کہ جب کام ہو آجایا کرو ۔ اگر دفتر نہ ہوں تو گھر آجایا کرو ۔ کئی بار تو صرف محفل کی خاطر ان کی کوٹھی پر عصر کی نماز کے بعد چلا جایا کرتا اور چائے پر محفل جمتی ۔

کچھ عرصہ بعد جب میں نے پنجاب یونیورسٹی میں داخلہ لیا تو قاضی صاحب سے تعلقات دوبارہ بحال ہو گئے ۔ یہ زمانہ ۷۶-۱۹۷۳ء کا ہے ۔ اس عرصہ کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں ۔ ایک دور مئی ۱۹۷۴ء سے پہلے کا ہے اور ایک بعد کا ۔ ان دونوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ۔ ۱۹۷۴ء مئی کے بعد بہت کم احمدی طلباء پنجاب یونیورسٹی میں رہ گئے ۔ جو رہے وہ بھی تکلیف دہ ماحول میں تھے ۔ کھانے کے برتن الگ کر دیئے گئے ۔ دھمکیاں ہر وقت آتی رہتیں ۔ سامان وغیرہ جو تھا وہ تو پہلے ہی سب کچھ ہنگاموں کی نظر

باقی صہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شخصیات

پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خاں

پروفیسر نصیر احمد خاں سلسلہ کے ایک بہت بلند پایہ شاعر تھے ۔ سائنس کی تعلیم حاصل کرنے کے باوجود اردو شاعری اور اردو زبان کے شعراء میں خاصی دلچسپی لیتے تھے ۔ آپ کی کتاب "رُودِ چناب" شائع ہوئی تو محترم ڈاکٹر وزیر آغا صاحب نے پیش لفظ کے طور پر لکھا ۔

"پروفیسر نصیر احمد خاں کے مجموعہ کلام ۔۔۔۔ "رُودِ چناب" کا مسودہ پڑھتے ہوئے مجھے بار بار یہ خیال آیا کہ اگر شاعر خلوصِ دل سے خود کو منکشف کرنے پر آمادہ ہو جائے تو قدرتی بات ہے کہ اس کے کلام میں اس کی شخصیت کی خوشبو از خود شامل ہونے لگے گی ۔ میں پروفیسر صاحب کو تقریباً بیس برس سے جانتا ہوں ۔ مجھے کبھی ان کی شخصیت میں کوئی شکن نظر نہیں آئی ۔ شخصیت تو ایک طرف مجھے تو ان کا لباس حتیٰ کہ ان کی عام گفتگو بھی ہر قسم کی شکن سے پاک انتہائی صاف ستھری اور ملائم محسوس ہوئی ۔ ایک کلچرڈ انسان کا یہی امتیازی وصف ہے کہ اس کے ظاہر اور باطن میں ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ شکنوں اور سلوٹوں کو نہایت خوبصورتی سے ہموار کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے ۔ ایسا مہذب انسان اگر ساتھ ہی شاعر بھی ہو تو اس کا کلام بھی قدرتی طور پر شکنوں سے ایک بڑی حد تک محفوظ ہو گا ۔ پروفیسر نصیر احمد خان کا کلام اگر ایک جوئے رواں کی طرح دکھائی دیتا ہے تو اس کا اصل باعث خود ان کی دلنواز اور آہستہ خرام شخصیت ہے ۔

پروفیسر نصیر احمد خاں کا اصل میدان طبعیات ہے اور طبعیات وہ شعبۂ علم ہے جس نے اپنے تازہ انکشاف سے بیسویں صدی میں ایک کہرام سا برپا کر دیا ہے ۔ مثلاً طبعیات نے اب اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ ہماری اس کائنات کے BUILDING BLOCKS شیئت سے نہیں بلکہ روابط سے عبارت ہیں ۔ گویا ہماری کائنات ٹھوس مادے سے بنی ہوئی کوئی بند کائنات نہیں بلکہ ایک تغیر آشنا ، صدائے کُن فیکون پر دمادم لبیک کہنے والی کائنات ہے ـــــ ایک ایسی کائنات جس میں باہر کی طرف دیکھیں تو بھی اور اندر کی طرف نگاہ اٹھائیں تو بھی لامحدودیت کا ایک گہرا احساس انسان کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے ۔ میرا اپنا میدان ادب ہے مگر جب کبھی پروفیسر نصیر احمد خاں سے میری ملاقات ہوئی ہے تو میں نے از راہِ تجسس ان پر طبعیات سے متعلق ایسے سوالات کی بوچھار کر دی ہے جو ایک LAY MAN کے ذہن میں ہر لمحہ پیدا ہوتے رہتے ہیں مثلاً یہ کہ الیکٹرون کس خوشی میں ایٹم کے مرکزہ کا طواف کرتی ہیں اور مرکزہ کے اندر پروٹون اور نیوٹرون کے باہمی تعلقات کی کیا نوعیت ہے ؟ کیا خود پروٹون بھی قابلِ تقسیم ہیں ؟ جب کائنات BIG BANG دھماکے کے ساتھ تخلیق ہوئی تو پروٹون کے ساتھ اینٹی پروٹون بھی تو تخلیق ہوئے ہوں گے ۔ یہ اینٹی پروٹون کہاں چلے گئے ؟ اور یہ جو ڈاکٹر عبدالسلام کا مؤقف ہے کہ الیکٹرومیگنیٹک انرجی ، کشش ثقل کمزور نیوکلیئر انرجی اور توانا نیوکلیئر انرجی ـــــ کچھ فرق نہیں ان چاروں میں ، تو آپ کو کہاں تک اس بات سے اتفاق ہے اور ہاں یہ فوٹون کیا بلا ہے اور لیپٹون اور ہیڈرون کیا ہوتے ہیں ؟ S. MATRIX THEORY.... اور BOOTSTRAP HYPOTHESIS سے کیا مراد ہے ؟ غالب نے بھی اسی طرح کے سوالات پوچھے تھے : ابر کیا چیز ہے ہوا کیا ہے ؟ مگر غالب کے دوستوں میں شیفتہ ، حالی اور ولیم فریزر ایسے لوگ تھے جو افراد اور قوموں کی طبیعتوں کے بارے میں تو بہت کچھ بتانے کے اہل تھے مگر طبعیات کے معاملے میں بالکل کورے تھے ۔ دوسری طرف مجھے پروفیسر نصیر احمد خاں ایسے دوست ملے ہیں جو طبعیات کے ماہرین میں شمار ہوتے ہیں چنانچہ ہر بار جب میرے ذہن میں سوالات کلبلائے ہیں اور پروفیسر صاحب نے ایک تبسم کے ساتھ میرے سوالات کے جواب دیئے ہیں تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا ہوں کہ گلے سڑے پروفیسروں کی طرح انہوں نے خود کو محض درسی کتابوں تک محدود نہیں رکھا بلکہ وہ تو اپنے شعبۂ علم میں ہونے والے جدید ترین انکشافات اور ان سے پھوٹنے والے امکانات سے بھی پوری طرح باخبر ہیں ۔ اس سب کے دو خوشگوار نتائج بر آمد ہوئے ہیں ۔ ایک تو یہ کہ پروفیسر صاحب سائنسی ثبوت کے ساتھ ایک ہی الوہی قوت پر ایمان رکھتے ہیں ۔ دوسرے انہوں نے کائنات کی لامحدود وسعتوں کو جب شخصی سطح پر محسوس کیا ہے تو خود ان کی شخصیت میں بھی وسعت اور کشادگی پیدا ہوئی ہے جو ان کے کلام میں شامل ہو کر قلب و نظر کی کشادگی پر منتج ہو گئی ہے ۔

پروفیسر نصیر احمد خاں کی غزل کا رنگ کلاسیکی ہے ، وہ ساری تلمیحات ، لفظی تراکیب اور مضامین جنہیں اردو غزل نے کئی سو سال سے حرزِ جان بنا رکھا ہے ۔ پروفیسر صاحب کی شخصیت سے مملو ہو کر جب ان کے کلام کی بنت میں شامل ہوئے ہیں تو رنگ قدیم کے باوجود ایک نئے آہنگ کا نمونہ ثابت ہوئے ہیں ، چونکہ ان کا کلام خود ان کی شخصیت کا ایک زاویہ ہے اس لئے وہ لوگ جنہیں پروفیسر صاحب سے قریب رہنے کا موقعہ ملا ہے ان کے کلام سے بطورِ خاص لطف اندوز ہوں گے مگر وہ لوگ بھی جنہیں یہ سعادت نصیب نہیں ہو سکی پروفیسر صاحب کے کلام کی پختگی ، تلمیحات کے برمحل استعمال اور ان کے ہاں مستعمل لفظی تراکیب کو استادانہ مہارت کے ساتھ برتنے کی روش کو دیکھ کر مجبور ہو جائیں گے کہ انہیں ان کی حُسنِ کارکردگی کی بنا پر دل کھول کر داد دیں ،"

وزیر آغا

حرف تعارف محترم ڈاکٹر عبدالرشید صاحب تبسم نے تحریر فرمایا ۔ آپ نے لکھا

"شعبہ طبعیات کے صدر ، معروف سائنسدان ڈاکٹر نصیر احمد خاں نے اردو شاعری میں اعلیٰ مقام حاصل کر کے ایک نہایت خوشگوار مگر پرانی روایت کو زندہ کر دیا ہے ۔ تین ، چار سو سال پہلے تک مشرق کا ہر عظیم عالم بیک وقت ریاضی دان ، سائنسدان ، طبیب ، فلسفی ، منجم ، ماہر انشا ، شاعر ہوتا تھا ۔ وہ حکمت و دانش کا ایک ایسا چشمۂ فیضان ٹھہرتا جس سے ہر علم کے مبتدی جویا لوگ دل کھول کر اپنی پیاس بجھاتے ۔ اب صرف ایک مضمون پر عمر صَرف کر دی جاتی ہے پھر بھی اس میں کمال کسی کسی کو حاصل ہوتا ہے ۔ لیکن وہ پرانی بجلی اب بھی اپنا وجود منوالیتی ہے اور اس کی چمک ، کڑک اب بھی کہیں کہیں نظر کو خیرہ اور کانوں کی قوت سماعت کو لرزاں کر دیتی ہے ۔ ڈاکٹر نصیر احمد خاں نئے آسمانِ علوم پر وہی سرگرم برقِ کہنہ ہیں ،

"رُودِ چناب" ڈاکٹر نصیر احمد خاں کا پہلا شعری مجموعہ ہے ۔ بعض رسائل و اخبارات میں ان کا خاصا کلام شائع ہوتا رہا ہے ۔ ڈاکٹر نصیر احمد خاں کا مطالعہ بہت وسیع ہے ۔ وہ دریائے علوم ہیں ۔

ان کی شاعری ان کے علمی تجربے سے فیض یافتہ ہونے کی وجہ سے ہمہ جہتی حُسن کی آئینہ دار ہے ۔ بحیثیت شاعر ڈاکٹر نصیر احمد خاں دروں بیں ہیں لیکن ساتھ ہی بیرون بینی سے انہیں گہری دلچسپی ہے ۔ زندگی کے کھُردرے حقائق ان کی شاعری کا مرکزی خیال ہیں مگر ان کی حساس اور بیتاب فطرت انہیں بار بار رومان نگاری پر بھی مجبور کر دیتی ہے ۔ اس کا یہی ثبوت کافی ہے کہ انہوں نے اپنی اس کتاب کا نام رُودِ چناب تجویز کیا ہے جو سراسر رومانوی ہے ۔ سادگی ، سہل ممتنع ، جوش ، محاکات ، نفسیاتِ انسانی ، فلسفۂ حیات سب کچھ ڈاکٹر نصیر احمد خاں کی شاعری میں موجود ہے ۔ ان کا بے کیف سائنسی ماحول ان کو ادراک کا لبادہ پہناتا ہے تو فطری جذباتیت محبوب کا عکسِ رخسار دکھا کر انہیں اپنا گریباں چاک کر لینے پر مجبور کرتی ہے ۔ اس مسلسل کشمکش سے ان کی شاعری میں ادراک اور جذبات کا ایک نہایت حسین امتزاج پیدا ہو جاتا ہے ۔

مختصر یہ کہ شاعر ڈاکٹر نصیر احمد خاں صاحبِ دل ہیں اور صاحبِ ادراک بھی ۔ یہی حقیقت ان کی شاعری کو پائیدار اور جاوداں بناتی ہے ۔

ڈاکٹر عبدالرشید تبسم
پریذیڈنٹ ادارۂ ادب
ماڈل ٹاؤن ۔ لاہور

نئے چراغ جلاؤ نئی صدی کے لئے
مناؤ جشن مناؤ نئی صدی کے لئے

زمیں کناروں تلک روشنی سے بھر جائے
وہ مہر و ماہ بناؤ نئی صدی کے لئے

نئی زمین ـ نیا آسماں ـ نئی دُنیا
افق افق کو سجاؤ نئی صدی کے لئے

تمہارے نعرۂ مستانہ کی ہے گونج بہت
ایک اور نعرہ لگاؤ نئی صدی کے لئے

نئی صدی کے جلو میں وہ آنے والے ہیں
نظر کے فرش بچھاؤ نئی صدی کے لئے

چلے گا آج سے اکبر دلیل کا سکّہ
قلم سے مہر لگاؤ نئی صدی کے لئے

اکبر حمیدی

الفضل کے ۱۸ ، جنوری کے شمارہ میں ایک خط "مکرم ہدایت اللہ صاحب بھٹی" کے نام سے شائع ہوا ہے ۔ مکرم خالد ہدایت بھٹی صاحب نے تحریر کیا ہے کہ یہ خط دراصل انہوں نے لکھا تھا ۔ احباب نام کی درستی کریں ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمود احمد عاطف
ربوہ

سالِ نو یا ــــــ؟

یکم جنوری ۱۹۹۰ء کا اخبار دیکھا تو ایک خبر نظر سے گزری کہ

"لندن کے ٹریفالگر چوک میں اس وقت تقریباً ۷۰ ہزار افراد نے ناچنا گانا اور شراب پینا شروع کر دی جب "بگ بین" نے ۱۹۸۹ء کے آخری بارہ بجے کیلئے ٹن ٹن کی آواز دینا شروع کی۔ بے پناہ شور اور ہنگامہ کے باوجود یہ آواز ۸ کلومیٹر تک سنی گئی۔ سالِ نو کی تقریبات کے دوران مختلف جرائم کے الزام میں ۶۳ افراد کو گرفتار کر لیا گیا اور اس کے علاوہ ۴۰ افراد زخمی ہوئے۔" (روزنامہ جنگ یکم جنوری)

ہر سال کے آغاز پر پوری دنیا میں تیاریاں کی جاتی ہیں بے شک ان کی شدت اور نوعیت میں فرق ہوتا ہے لیکن کچھ نہ کچھ تیاری ضرور کی جاتی ہے۔ خاص کر یورپی ممالک میں تو بہت شدت سے اس وقت کا انتظار کیا جاتا ہے جب گھڑی کی سوئی ۱۲ بجا دے اور وہ گہما گہمی ہوتی ہے گویا عید منائی جا رہی ہے۔ پھر رات بھر رقص و سرود کی محفلیں منعقد کی جاتی ہیں۔ سیر و تفریح کے مواقع پیدا کئے جاتے ہیں مبارکبادوں کا ایک لامتناہی سلسلہ چل پڑتا ہے۔ کارڈ، ٹیلی گرام اور فون کے ذریعے پیغام ارسال کئے جاتے ہیں۔ غرض ساری دنیا ایک گھڑی کی سوئی کی غلام ہو کر رہ جاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام احساسات اور جذبات کا تعلق صرف اس ایک حرکت سے ہے جس کے باعث سوئی ۱۲ کے ہندسے کی جانب رواں دواں ہے۔

مندرجہ بالا خبر دیکھ کر ہماری سوچ کا دھارا اس رخ پر بہنے لگا کہ ایک سوئی کے بارہ کے ہندسے سے گزرنے سے وہ کونسی ایسی نئی بات ہو جاتی ہے جس کو نئے سال کا نام دیا جاتا ہے اور اتنی خوشی منائی جاتی ہے۔ اگر انسان نے وہی کچھ کرنا ہے جو پہلے کرتا رہا ہے اور اسی طرح سے دنیا کی حرص و ہوس میں مبتلا رہنا ہے تو پھر تو یہ سال کوئی نیا سال نہیں ہے۔ بلکہ ایسے شخص کو تو NEW YEAR کی بجائے صرف اور صرف NEXT YEAR (اگلا سال) کی اصطلاح استعمال کرنی چاہیئے۔ نئے سال کا لفظ استعمال کرنے کا تو صرف وہی شخص حق رکھتا ہے جو کوئی نئی تبدیلی پیدا کرے۔ چاہے وہ اپنے ارد گرد کے ماحول میں ہو یا اپنے نفس میں۔ وہ اپنے گزرے ہوئے سال کا محاسبہ کرے کہ اس نے کیا کھویا اور کیا پایا اور اس کے ساتھ ساتھ نئے سال کے لئے لائحہ عمل ترتیب دے کہ کس طرح پہلے کی خامیوں کو دور کیا جائے اور چاہیئے کہ وقت کا قیدی نہ بن جائے بلکہ وقت کو اپنی دسترس میں لے آئے یعنی اپنی حقیقی منزل کی طرف جس کی خاطر اس دنیا کے خالق و مالک نے اسے پیدا کیا ہے۔ اس تیزی، ہمت اور حوصلہ سے حرکت کرے کہ وقت بھی حیران اور پریشان رہ جائے ....!

اگر کوئی ان باتوں پر غور و فکر کرتا ہے تو پھر تو یقیناً وہ نئے سال کو سالِ نو کہنے اور مبارکباد وصول کرنے کا حق رکھتا ہے ورنہ دوسری صورت میں تو ایسے ہی کسی شخص کے بارے میں شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

گمشدہ رسید بک

"مجلس خدام الاحمدیہ واہ کینٹ کی رسید بک نمبر ۳۲۴۰ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۹۰ء کو گم ہو گئی ہے۔ اس کی رسیدات نمبر ۱ تا نمبر ۷۶ استعمال ہو چکی ہیں۔ اس پر کسی قسم کی ادائیگی نہ کی جائے۔ اگر کسی دوست کو مل جائے۔ تو دفتر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان ربوہ بھجوا کر ممنون فرمادیں۔"

(مہتمم مال)

بازیافتہ اٹیچی کیس

مورخہ ۱۹ جنوری ۹۰ء کو کراچی سے آنے والی چناب ایکسپریس میں جلدی میں اترنے کے باعث کسی صاحب کا ایک اٹیچی تالا بند گاڑی میں رہ گیا تھا۔ جن صاحب کا ہو دفتر صدر عمومی سے حاصل کر لیں۔

لوگوں کے بغضوں سے اور کینوں سے کیا ہوتا ہے
جس کا کوئی بھی نہیں اُس کا خدا ہوتا ہے

بقیہ: جاپانی عورت

کی طرف بھی لے گئی ہے کہ مرد اور عورت کا فرق دماغ کے مختلف حصوں کے استعمال سے تعلق رکھتا ہے۔ جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے وہ دماغ کا بایاں حصہ استعمال کرتی ہیں اور یہ بایاں حصہ زبان پر قابو رکھتا ہے اور چیزوں اور چیزوں کے تشخص کو پہچاننے میں مدد دیتا ہے اس کے برخلاف مرد دماغ کے اس حصہ سے کام لیتے ہیں جو تحقیقی ہے اسی لئے ان کا دماغ ایجادات کے لئے انہیں آسانیاں پیدا کرتا ہے یہ سوچ کی ڈوری انہیں کہیں سے کہیں لے جاتی ہے لیکن بہر حال ہے نہایت دلچسپ۔

دوسرے لوگ انہیں کس طرح دیکھتے ہیں۔ اس کا اندازہ شاید اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ واشنگٹن میں ایک تجزیہ ۱۹۸۸ء جون میں پیش کیا گیا اور جاپانی عورتوں کو دنیا بھر کی عورتوں میں ۳۴ویں نمبر پر دکھایا گیا۔ یہ تجزیہ دنیا کے ۹۹ ملکوں کی عورتوں کو سامنے رکھتے ہوئے پیش کیا گیا تھا۔ اور اس میں صحت سکول بچے۔ تعلیم اور ملازمت کے علاوہ سماجی برابری کو بھی سامنے رکھا گیا تھا۔ جاپان کی عورتیں کہتی ہیں کہ ہم مغربی عورتوں سے بہت پیچھے دکھائی گئیں۔ اور مشرقی یورپ کی عورتوں سے بھی پیچھے رہیں بلکہ ایشیا میں بھی بہت سے ملکوں سے بھی پیچھے رہیں تیسری دنیا کے ملکوں کا نام لیتے ہوئے وہ کہتی ہیں کہ چلی۔ کاستاریکا۔ زوگان۔ چین تائیوان۔ ہانگ کانگ اور سنگاپور کی عورتیں بھی ہم سے اس تجزیہ کے مطابق بہتر ثابت ہوئیں۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ یہ بھی کہتی ہیں کہ یہ تجزیہ بالکل غلط ہے۔ جاپانی عورتیں کسی صورت بھی اتنا پیچھے نہیں ہیں۔ یہ تجزیہ نہایت غلط نتائج پیش کر رہا ہے۔ کہتی ہیں کہ اگرچہ عورتوں کے کام کی اُجرت تو انہیں کم دی جاتی ہے ترقی بھی انہیں نسبتاً کم ملتی ہے لیکن ہم سے تقاضے بھی کم ہی کیا جاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسری جنس یعنی مرد ہم کو اپنی ملکیت سمجھتا ہے اگر ہم کوئی غلطی کریں تو ہمارے صرف چند آنسو اس کا کفارہ کر سکتے ہیں اس کے مقابلے پر اگر کوئی مرد غلطی کرے تو اس کی ترقی روکی جا سکتی ہے۔ ہماری ذمہ داریاں بھی کم ہیں اور ہم پر دباؤ بھی نسبتاً کم ہیں اگرچہ جاپانی عورتیں کہتی ہیں کہ جب ہم ایسی غلطی کرتی ہیں تو لوگ کہہ دیتے ہیں اس کا بہر حال مطلب یہ ہے کہ عورتیں مردوں سے دبی ہوئی ہیں۔ اگرچہ ہم اس بات کو بھی حقیقت نہیں سمجھتیں۔ آخری بات۔ ویسے اس سوچ میں آخری بات تو کوئی بھی نہیں ہو سکتی یہ کہتی ہیں کہ مرد اور عورت کے جو تعلقات جاپان میں ہیں وہ مغرب سے بہت مختلف ہیں۔ اب ہم جاپانی عورتیں برابری کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ لیکن اس مطالبہ کے پورا ہونے میں بہت سا وقت لگے گا اور ہم اب صرف یہ کہہ سکتی ہیں کہ آپس کا یہ اختلاف اور تضاد زندہ باد۔

سٹیفن سولارز

سٹیفن سولارز جو امریکی کانگریس کے ایک راہنما ہیں، نے نیو دہلی میں ایک کانفرنس کو بتایا ہے کہ جہاں تک ہندوستان اور پاکستان کی نیوکلیئر اسلحہ کی دوڑ کا تعلق ہے۔ نہ یہ پہلے سے بہتر ہوئی ہے اور نہ پہلے سے خراب اُنہوں نے کہا کہ اسلحہ کی یہ دوڑ برصغیر میں کسی کے بھی کام نہیں آسکتی۔ یہ باتیں اُنہوں نے نئی حکومت کے وزیراعظم سے ملاقات کے بعد کہیں۔ مسٹر سولارز ایشین پیسیفک افیئرز کی کانگریس کی سب کمیٹی کے سربراہ ہیں اور اُنہوں نے اپنی اس پریس کانفرنس میں اعتماد کے ساتھ یہ بات کہی ہے کہ اُنہوں نے ہندوستان کو یہ مشورہ دیا ہے۔ بلکہ اس بات پر ان کو آمادہ کر لیا ہے کہ ان کو اپنے ہمسایوں سے اچھے تعلقات پیدا کرنے چاہئیں اگرچہ اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ ان کی امیدیں اس سلسلے میں یہ نہیں کہ گذشتہ سال پاکستان اور بھارت کے آپس میں رابطے بڑھے تھے اور اس طرح پاکستان اور امریکہ کے بھی اس سلسلے میں جو امیدیں انہوں نے قائم کیں تھیں۔ وہ پوری ہوتی نظر نہیں آتیں کہنے لگے کہ یہ کوئی ایسی بات تو نہیں کہ ان دونوں کی آپس میں منگنی ہو گئی ہو یا شادی ہو گئی ہو لیکن یہ ضرور ہے کہ ان کے تعلقات خراب نہیں ہوئے۔ وزیراعظم مسز بےنظیر بھٹو کے ساتھ اپنی گفتگو سے انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ وہ نئی دہلی کے ساتھ اپنے تعلقات کو بہتر بنانا چاہتی ہیں۔ جہاں تک سرد جنگ کا تعلق ہے۔ اس کے خاتمے کا دراصل مطلب یہ ہے کہ تعلقات کو بہتر بنانے کی راہیں ہموار ہو رہی ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ تعلقات بہتر ہوں گے۔ کیونکہ میرے ملک میں سرد جنگ

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منصور احمد مبشر

کھیل اور کھلاڑی

○ گزشتہ روز ایک روزہ کرکٹ ٹورنامنٹ میں حبیب بنک نے یوبی ایل کو شکست دیدی یو بی ایل نے ۸ وکٹوں کے عوض ۲۰۰ رنز بنائے۔ پاکونے ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کو ۱۷ رنز سے شکست دی اور نیشنل شپنگ کارپوریشن نے نیشنل بنک کو ۲۲ رنز سے شکست دی۔

○ ۱۸ ویں نیشنل کبڈی چیمپئن شپ ۲۸ جنوری سے ۲ فروری تک میونسپل سٹیڈیم گوجرانوالہ میں منعقد ہو رہی ہے جس میں پاکستان کی ٹیمیں واپڈا، ریلوے، پولیس، پاکستان نیوی، پاکستان ائیر فورس اور چاروں صوبوں اور پنجاب بھر سے تمام ڈویژنوں کی ٹیموں کے علاوہ برطانیہ کی کبڈی ٹیم بھی شرکت کر رہی ہے۔

جرمنی کی خاتون ٹینس کھلاڑی سٹیفی گراف نے ملبورن میں آسٹریلیا اوپن ٹینس ٹائیٹل جیت لیا ہے۔ انہوں نے ۸۰ منٹ کے

دلچسپ میچ میں امریکہ کی میری جو فرنانڈیز کو چھ۔ تین اور چھ۔ چار پوائنٹس پر ہرایا۔

○ لاہور اور قصور کے درمیان ہونے والی سائیکل ریس لاہور ڈویژن سائیکلنگ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام منعقد ہوئی۔ محمد سلیم، محمد اکرم اور محمد اکرم سینئر علی الترتیب اول۔ دوم اور سوم رہے۔

○ فورٹرس سٹیڈیم لاہور میں ۲۴ فروری سے ہارس اینڈ کیٹل شو شروع ہو رہا ہے۔ جو کہ ایک ہفتہ جاری رہے گا۔

اس روائتی میلے میں مویشیوں کی نمائش کے علاوہ کاروں اور موٹر سائیکلوں کی ریسوں اور جیپس کی نمائش بھی کی جائے گی۔ اس میلے میں ایک نوجوان ریاض احمد راجہ لوھے کے رسے پر کار چلانے کا مظاہرہ بھی کریں گے۔ اس کے علاوہ دیگر دلچسپ آئٹم بھی پیش کئے جائیں گے۔

بقیہ: ارشادات حضرت فضل عمر

دیتی ہیں وہ لوگوں کی نظروں میں تو اچھے ہوتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی نظروں میں اچھے نہیں ہوتے۔ پس تم کوشش کرو کہ خدا تعالیٰ کی نظروں میں اچھے ہو جاؤ۔ وہ تمہیں پسند کرلے۔ اور اس بات کی پرواہ نہ کرو کہ دنیا کے لوگ تمہیں پسند نہیں کرتے اور اچھا نہیں کہتے، چونکہ وہ خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ کوشش کرو کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ہو جاؤ۔ کیونکہ بادشاہ اپنے نزدیک کے لوگوں پر زیادہ نظر ڈالتا ہے۔ تم اس کے حضور عزت حاصل کرو اور اسے خوش کرلو۔ اگر اسے خوش کرلو گے تو تمہیں کسی کی پرواہ نہیں رہے گی۔ اگر اس کو چھوڑ کر تم لوگوں کو خوش کرنے کے پیچھے لگ جاؤ گے تو یاد رکھو لوگوں کو خوش کرنا کام نہیں آئے گا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ مارچ ۱۹۲۷ء)

بقیہ قاضی محمد اسلم صاحب کی باتیں صفحہ سے آگے

ہو چکا تھا۔ کبھی کبھار اِکا دُکا چیز کسی کے کمرہ میں نظر آتی تو لوٹ مار کے چند ماہ یاد آجاتے۔ اس دور سے تمام احمدی واقف ہیں۔ بلکہ پاکستان کی تاریخ گواہ ہے۔

بقیہ: سٹیفن سولارز

کے خاتمے کا احساس بڑھ رہا ہے۔ اور انہیں اس بات کا احساس ہے کہ ہندوستان روس کے ساتھ اپنے تعلقات کو مزید بہتر بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اب جبکہ سرد جنگ کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ بہت سے امریکن اس بات کی بالکل پرواہ نہیں کریں گے۔ کہ کسی ایسی بات کا خاتمہ کیا جائے جو بہتر تعلقات کی راہ میں حائل ہو اب حالات بہت بہتر ہیں اور تعلقات کو پہلے کی نسبت بہت بہتر بنایا جا سکتا ہے

اعلان تبدیلی نام

میں نے اپنا نام سیّدہ امۃ الھیمن بخاری سے تبدیل کرکے سیّدہ فوزیہ بخاری رکھ لیا ہے۔ لہٰذا آئندہ مجھے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

سیّدہ ریحانہ فوزیہ بخاری
بنت سیّد خورشید بخاری صاحب
گولیکی ضلع گجرات

الفضل میں اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں

اخبارِ احمدیہ

درخواست دعا

○ محترم ڈاکٹر کیپٹن مبارک احمد صاحب بہاولپور کے والد محترم ان دنوں بہت بیمار ہیں۔

○ حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے مکرم میاں محمود احمد صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ شارجہ میں شدید بیمار ہیں۔

○ مکرم مظفر احمد صاحب مربی نائیجیریا کے والد مکرم ذوالفقار علی صاحب کی بائیں آنکھ کا اپریشن ہوا ہے۔

○ مکرم ڈاکٹر غلام محمد حق صاحب چک نمبر ۱۶۶ مراد ٹانگوں میں درد کی وجہ سے بیمار ہیں احباب انکی کامل شفایابی کے لئے دعا کریں

تقریبِ شادی

○ مؤرخہ ۵ جنوری ۱۹۹۰ء بروز جمعۃ المبارک بیت العزیز عزیز آباد کراچی میں عزیزہ ناصرہ نوید صاحبہ بنت مکرم سمیع اللہ مبارک صاحب کراچی کا نکاح مبلغ بیس ہزار روپے حق مہر پر مکرم مولوی عبدالحمید صاحب مربی غانا نے عزیز طارق احمد صاحب بٹ ابن مکرم خواجہ عبدالرحیم صاحب ساکن لیاقت آباد کراچی سے پڑھا۔

اسی روز شام ۶ بجے مکرم سمیع اللہ صاحب مبارک کی قیام گاہ واقع گلشنِ مصطفیٰ فیڈرل بی ایریا میں تقریب رخصتانہ منعقد ہوئی۔

○ مکرم شیخ مختار احمد صاحب کے صاحبزادے مکرم ڈاکٹر سہیل مختار صاحب سمن آباد۔ لاہور کا نکاح مؤرخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۸۹ء جمعۃ المبارک کو بیت النور ماڈل ٹاؤن لاہور میں مکرم عطاء الرحمٰن صاحب چغتائی نے مبلغ ستّر ہزار روپے حق مہر پر مکرمہ کوثر نسیم صاحبہ دختر مکرم عبدالرّب خان صاحب ٹاؤن شپ لاہور کے ہمراہ پڑھا مؤرخہ ۱۸ جنوری ۱۹۹۰ء کو عزیزہ کی رخصتی ہوئی جہاں صدر حلقہ مکرم رانا مبارک احمد صاحب نے دعا کروائی۔ اگلے روز ۱۹ جنوری کو مکرم ڈاکٹر سہیل مختار صاحب کی طرف سے دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔

○ مکرم صوبیدار میجر عبدالحمید صاحب کے بیٹے مکرم امین احمد صاحب تونیہ مربی سلسلہ ۹۶ گ ب مریح ضلع فیصل آباد کا نکاح عزیزہ آسیہ قیوم صاحبہ بنت مکرم عبدالقیوم صاحب کے ہمراہ مورخہ ۲۹ دسمبر ۸۹ء کو بمقام ڈی ٹائپ کالونی فیصل آباد میں مکرم عبدالحمید صاحب صدر جماعت احمدیہ چونیاں ضلع قصور نے بعوض ۵ ہزار روپے حق مہر پڑھا۔ اسی روز تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ دوسرے دن ۳۰ دسمبر کو دعوت ولیمہ بمقام ۱۲/۱۳ دارالعلوم غربی ربوہ میں ہوئی جس کے بعد مکرم میر محمود احمد صاحب ناصر نے دُعا کروائی۔

دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جانبین کے لئے یہ رشتہ بابرکت فرمائے۔

اعلان نکاح

○ مکرم عطاء الرحمٰن صاحب محمود نائب ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ پاکستان ابن مکرم چوہدری محمد طفیل صاحب کا نکاح عزیزہ امۃ القدوس صاحبہ بنت مکرم عبدالمنان صاحب شکور پارک ربوہ کے ساتھ مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۹۰ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر بیت المبارک ربوہ میں مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے مبلغ بیس ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ احباب جماعت کی خدمت میں اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

PILES CAP
پائلز کیپ
خونی و بادی بواسیر کا شافی علاج۔ سالہا سال کی آزمودہ۔ مجرّب اور تیر بہدف دوا۔ جس کے استعمال سے خدا تعالیٰ کے فضل سے مکمل شفا ہو جاتی ہے۔
تیّار کردہ
احمدیہ یونانی دواخانہ
رحمت بازار۔ ربوہ
قیمت ۱۵ یوم کورس
۴۰/- روپے علاوہ محصول ڈاک

حبوبِ مفیدِ اٹھرا
HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA
۲۰ گرام ۱۵/- روپے
۶۰ گرام ۴۵/- روپے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شادی میں رسومات سے بچو

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

"ہماری قوم میں یہ بھی ایک بَد رسم ہے۔ کہ شادیوں میں صدہا روپیہ کا فضول خرچ ہوتا ہے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ شیخی اور بڑائی کے طور پر برادری میں بھاجی تقسیم کرنا اور اس کا دینا اور کھانا یہ دونوں باتیں عندالشرع حرام ہیں۔ اور آتش بازی چلوانا اور کنجروں اور ڈوموں کو دینا یہ سب حرام مطلق ہے۔ ناحق روپیہ ضائع جاتا ہے۔ گناہ سر پر چڑھتا ہے۔ صرف اتنا حکم ہے کہ نکاح کرنے والا بعد نکاح کے ولیمہ کرے یعنی چند دوستوں کو کھانا پکا کر کھلا دیوے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صـ۶۶، صـ۷)

شعبہ رشتہ ناطہ۔ ربوہ

ضروری اعلان برائے جماعتہا احمدیہ

مجلس مشاورت ۱۹۸۹ء کے فیصلہ کے تحت جماعتوں کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں سیکرٹری تعلیم القرآن کا انتخاب بھی دیگر عہدیداران کی طرح حسبِ قواعد کروا کر نظارت علیاء میں بھجوا دیں۔ جس کی منظوری کی میعاد ۳۰ جون ۱۹۹۲ء تک کے لئے ہوگی۔

(ناظر اعلیٰ)

اعلان دار القضاء

منور شمیم خالد صاحب بنام فرحت ناہید صاحبہ اس کیس کی سماعت بتاریخ یکم فروری بوقت ۴ بجے شام دار القضاء میں ہوگی۔ فرحت ناہید صاحبہ کو اس سے پہلے مختلف پتہ جات پر اطلاع بھجوائی جاتی رہی ہے۔ لیکن عام طریق سے ان سے رابطہ نہیں ہو سکا لہٰذا انکو بذریعہ اخبار اطلاع دی جاتی ہے کہ آئندہ سماعت پر بروقت حاضر ہو کر پیروی کریں۔ عدم پیروی کی صورت میں یکطرفہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ناظم دار القضاء۔ ربوہ)

اعلانِ گمشدگی

ایک عدد CASIO گھڑی، ڈائل نیلا۔

یوم پیشگوئی (فضل عمر)

تمام صدران جماعت ہائے احمدیہ و سیکرٹریان اصلاح و ارشاد اپنی اپنی جگہ حسبِ حالات مؤرخہ ۲۰ فروری ۱۹۹۰ء بروز منگل "یوم پیشگوئی (فضل عمر)" شایانِ شان طریق سے منائیں اور ابھی سے مقررین تیاری کریں۔ بعد میں اپنی رپورٹیں مرکز میں ضرور ارسال فرمائیں۔

(نظارت اصلاح و ارشاد)

بلیک سٹریپ مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۹۰ء کو صبح ساڑھے دس بجے گولبازار سے ڈگری کالج کے راستے میں گر گئی ہے۔ جن صاحب کو ملی ہو براہِ کرم اطلاع دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ظفر اللہ ملک۔ ایڈووکیٹ c/o
"النعمت"۔ ۲۹/۱۷، دار الرحمت وسطی ربوہ

توسیع اشاعت

مندرجہ ذیل احباب نے الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے رقوم بھجوائی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضلوں سے نوازے

۱۔ مکرم محمد صدیق صاحب کلرک۔ مخدوم علی ضلع ملتان۔ ۱۰۰/-

۲۔ مکرم ملک مبارک احمد صاحب منور آباد نواب شاہ ۵۰۰/-

خبریں

ملکی خبریں

○ مقبوضہ کشمیر کی صورت حال کے حوالے سے بھارتی سرگرمیوں کے توڑ کیلئے پاکستانی سفارتخانوں کو چوکس کر دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں پاکستانی وزیر خارجہ عرب ممالک کے سفیروں سے خصوصی ملاقاتیں کریں گے۔ سفیروں کو اس سلسلے میں دعوت دیدی گئی ہے۔ وزیر خارجہ نے صدر اسحق سے اس ضمن میں ملاقات کی اور بھارت کے دورہ کی رپورٹ پیش کی

○ وزیر اعلیٰ نواز شریف نے صدر سے طویل ملاقات کی۔ اور کراچی کے جلسہ کی قراردادوں سے آگاہ کیا۔

○ پنجاب حکومت نے صوبے میں سیاسی اثر و رسوخ سے اہم عہدے حاصل کرنے والوں کی فہرستیں تیار کر لی ہیں۔

○ لاہور میں منعقدہ ایک تقریب میں کشمیر کی صورتِ حال پر تقریر کرتے ہوئے مقررین نے اربابِ سیاست کو مشورہ دیا ہے کہ وہ آپس کی محاذ آرائی چھوڑ کر قومی حکومت بنائیں اور کشمیر پر کل جماعتی کانفرنس بلا کر اہم فیصلے کریں

○ وزیر اعلیٰ پنجاب نواز شریف نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی کے وزراء اور مشیر بھارتی راہنماؤں سے معذرت خواہانہ انداز میں کہتے پھر رہے ہیں کہ مقبوضہ کشمیر میں آزادی کی لہر کے پیچھے نواز شریف کا ہاتھ ہے۔

○ چار وفاقی وزراء کے محکموں میں ردوبدل کیا گیا ہے۔ یوسف رضا گیلانی وزیرِ سیاحت کو ہاؤسنگ و تعمیرات۔ مسٹر حنیف خان کو امور کشمیر و شمالی علاقہ جات۔ میر باز محمد کھیتران وزیرِ امور کشمیر کو وزیر ماحولیات و شہری امور، الحاج سید قاسم شاہ وزیر مملکت برائے ماحولیات کو وزیر مملکت برائے سیاحت مقرر کیا گیا ہے

○ ملک غلام مصطفےٰ کھر نے کہا ہے کہ گذشتہ روز رات کو جدید اسلحہ سے مسلح شخص دیوار پھاند کر ان کے گھر آیا مگر چوکیدار کے بروقت ہوشیار ہو جانے سے فرار ہو گیا۔

غیر ملکی خبریں

○ بھارتی فوج نے سری نگر کے اردگرد قلعہ بند پوزیشنیں سنبھال لی ہیں حریت پسندوں نے لوگوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے گھروں میں رہیں۔ واشنگٹن پوسٹ کے نامہ نگار نے کہا ہے کہ خبروں کی ترسیل پر بدستور پابندیاں ہیں۔

○ ایرانی سفارتخانے نے ایک بیان میں کہا ہے کہ کشمیریوں پر ظلم کے نتائج بڑے سنگین ہونگے کشمیری عوام کے قتل پر ایران اور ساری مسلم اُمّہ میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی ہے۔ ایران نے کہا ہے کہ کشمیری عوام کیخلاف طاقت کا استعمال قطعاً غیر ضروری ہے۔

○ معلوم ہوا ہے کہ کشمیری حریت پسندوں نے مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے اعلان کا منصوبہ تیار کر لیا تھا۔ اس ضمن میں انہوں نے سری نگر ریڈیو اور ٹی وی سمیت اہم تنصیبات پر قبضہ کر کے آزادی کا اعلان کرنا تھا۔ یہ انکشاف بھارتی وزیرِ داخلہ مفتی سعید نے پارلیمانی کمیٹی میں کیا۔

○ کشمیر میں جنگ بندی لائن پر پاکستانی اور بھارتی فوج کے درمیان فائرنگ کا تبادلہ ہوا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ فائرنگ گذشتہ تین روز سے جاری ہے۔

○ البانیہ میں پولیس کی مظاہرین پر فائرنگ کے نتیجے میں ۵ افراد ہلاک ہو گئے۔ یہ مظاہرین آزادانہ انتخابات اور زیادہ خود مختاری کا مطالبہ کر رہے تھے۔

سنہ ۱۹۱۱ء میں سب سے پہلے
حب اطہراء پیش کرنیوالا مصروف خدمت
ادارہ کا
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
• گوجرانوالہ فون نمبر ۴۸۴۴، • ربوہ فون ۹۰۶
• قلعہ کالروالا • ملتان • کراچی

معیاری، پائیدار اور دیدہ زیب فرنیچر بنوانے کے لئے ایک ہی نام
وڈ ورلڈ
ریلوے روڈ۔ ربوہ
آپ کی اپنی دکان
دفتری، گھریلو فرنیچر اور کچن کیبنٹ جدید ڈیزائنوں میں آرڈر پر تیار کئے جاتے ہیں

ڈائمنڈ فوم۔ بے مثال آسائش۔ گارنٹی شدہ۔ پائیدار
بااختیار ڈیلر: حسّان فوم سنٹر
ریلوے روڈ، ربوہ
ہمیشہ فوم خریدتے وقت کمپنی کا پرنٹڈ گارنٹی کارڈ ضرور طلب فرمائیں
ڈائمنڈ کے گدّے۔ تکیے۔ گاؤ تکیے۔ گدیاں اور شیٹس گارنٹی کے ساتھ ہر وقت دستیاب ہیں۔